برزخی جسم کا ذکر

احادیث رسول ، اقوال فقہاء و شارحین حدیث کی روشنی میں

از

ابو شہریار

۲۰۲۱

www.islamic-belief.net

فہرست

پیش لفظ.. 4
بلی کا جسم پر جھپٹنا 7
ابراہیم بن محمد کا جسم 9
معراج میں انبیاء کے اجسام.. 11
ال فرعو ن کے اجسام... 15
شہدائے احد کے اجسام... 17
عمرو (ابن لحی الخزاعی) کا جسم 23
متکلمین و شارحین حدیث و فقہاء کے اقوال کی روشنی میں 24
امام فخر الدین رازی کا موقف... 24
شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسيني الألوسي کا موقف................ 25
فقیہ عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ خَالد کی رائے 26
امام الأشعري کی وضاحت 27
ابن جوزی کا موقف.. 28
ابن عقیل کا موقف 29
ابن رجب حنبلی کا موقف.. 31
ابن أبي العز الحنفي کا موقف.. 31
مولانا الله یار خان... 33

علامہ الوسی کا مسلک 33

شعیب الأرنؤوط کا برزخی جسم کا ذکر کرنا 34

البانی کا برزخی جسم کا ذکر کرنا... 35

پیش لفظ

اللہ تعالی نے قرآن میں بتایا ہے وہ انسانی جسم کو واپس روزمحشر تخلیق کرے گا اس میں انسان کا جسم واپس بنا دیا جائے گا – احادیث کے مطابق اس تخلیق نو میں انسانی جسم میں تبدیلی بھی ہو گی اس کی جسامت دنیا سے الگ ہو گی – جہنمیوں کے جسم اس قدر بڑے ہوں گے کہ ان کے شانوں کے درمیان کی مسافت تین دن کی ہو گی اور کھال احد پہاڑ جتنی موٹی ہو گی (صحیح مسلم)

کافر کا جہنمی جسم دیکھئے

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کافر کا دانت یا اس کی کچلی احد پہاڑ کے برابر ہو گی اور اس کی کھال کی موٹائی تین دن کی مسافت ہو گی) یعنی تین دن تک چلنے کی مسافت پر اس کی کھال کی بدبو پہنچے یا اس کی موٹائی اتنی ہو گی جتنا تین دن میں سفر کیا جائے).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کافر کے دونوں کندھوں کے بیچ میں تیز رو سوار کے تین دن کی مسافت ہو گی.

ان احادیث سے پتا چلا کہ جہنمیوں کے اجسام اس دنیا جیسے نہیں بلکہ بہت بڑے ہونگے

دوسری طرف یہ جہنمی اجسام مسلسل تبدیل ہونگے اور ان پر نئی کھال آئے گی یعنی عذاب ان جسموں کو ہوگا جنہوں نے گناہ نہ کیا ہو گا – گناہ تو ۵ سے ۷ فٹ کے جسم نے کیے لیکن عذاب اس جسم کو ہے جو عظیم حجم کا ہے

یہ روایات دلالت کرتی ہیں کہ روح اس جسد عنصری کو چھوڑ کر روز محشر ایک نئے جسم میں جائے گی جو اس جسد عنصری سے الگ ہے ، بڑا ہے – روح اس بڑے جسم میں بھی سما جائے گی اور اس جسم کو اپنا لے گی

اسی طرح احادیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے عذاب قبر حق ہے اور اس کی مثال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف گرہن کے بعد جو خطبہ دیا اس میں ذکر کیا

ایک عورت کا جس کو بلی ابھی بھی نوچ رہی ہے (صحیح ابن حبان)

ایک مشرک شخص (عمرو بن لحیی) کا جو اپنی آنتوں کو گھسیٹ رہا ہے (صحیح بخاری)

ایک شخص کا جو لاٹھی پر ٹیک لگائے عذاب جھیل رہا ہے (صحیح ابن خزیمہ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تمام عذابات براہ راست دیکھے جب پر نماز کسوف پڑھا رہے تھے اور اس نماز کے بعد خطبہ میں مومن پر عذاب قبر کی خبر پہلی بار سن ۱۰ ہجری میں دی گئی

اتفاق سے اسی دن پسر نبی ابراہیم کی بھی وفات ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ اس کے لئے جنت میں اس وقت ایک دائی ہے جو دودھ پلا رہی ہے

اس طرح ایک ہی دن میں مشرک اور مومن پر عذاب قبر اور مومن پر راحت کا ذکر فرمایا - ان سب عذابات کا مقام اس بنا پر زمین پر نہیں رہتا کیونکہ

مثالیں دے دے کر سمجھایا گیا کہ کس طرح روح ایک نئے جسم میں عالم بالا میں جاتی ہے ، عذاب و راحت پاتی ہے

یہ چیز فقہاء و شارحین حدیث و متکلمین بیان کرتے رہے تھے لیکن افسوس جب آٹھویں صدی اور اس کے بعد جمہور نے روح پر عذاب کا انکار کرنا شروع کیا تو ان احادیث کو چھپایا جانے لگا کیونکہ ایک بار روح کے لئے نیا عالم بالا میں جسم کا عقیدہ لوگوں پر واضح ہو جاتا تو روح پھر اس طرح سات آسمانوں میں بھٹکتی نہ پھرتیں جس کے قائل بہت سے علماء ہو چلے تھے – عقائد میں برزخی جسم کی خبر کو چھپایا جانا آٹھویں صدی سے چلا آ رہا ہے

البتہ کتب شرح میں وہی گروہ جو روح کے سات آسمان میں بھٹکنے کا قائل ہے انہوں نے ہی شروحات حدیث میں ذکر کیا ہے کہ متقدمین روح کے جسم کا ذکر ان احادیث کی وجہ سے کرتے تھے – عثمانی صاحب نے اس حقیقت کو واپس واضح کیا اور مسلک پرستوں نے اس پر دعوی کیا کہ ۱۴۰۰ سو سال میں ایسا کسی نے نہیں کہا – راقم کہتا ہے فرقے جھوٹ بول رہے ہیں – قارئین اس کتاب میں درج حوالہ جات کو دیکھ سکتے ہیں – افادہ عامہ کے تحت ان حوالوں کو جمع کیا گیا ہے -

صحیح بخاری میں حدیث سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ میں تفصیل سے مومن پر عذابات کا ذکر وارد ہوا ہے البتہ اس کا ذکر اس کتاب میں نہیں ہے ، راقم کی دوسری کتاب بنام اثبات عذاب قبر میں اس حدیث کی شرح پر کلام ہے

ابو شہر یار

۲۰۲۱

بلی کا جسم پر جھپٹنا

برزخی جسم کا موجود ہونا احادیث میں ہے
مسند احمد کی نماز کسوف سے متعلق روایت ہے جس کو شعیب صحیح کہتے ہیں
وَعُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ، فَجَعَلْتُ أَنْفُخُ خَشْيَةَ أَنْ يَغْشَاكُمْ (2) حَرُّهَا، وَرَأَيْتُ فِيهَا سَارِقَ بَدَنَتَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَأَيْتُ فِيهَا أَخَا بَنِي دَعْدَعٍ، سَارِقَ (3) الْحَجِيجِ، فَإِذَا فُطِنَ لَهُ قَالَ: هَذَا عَمَلُ الْمِحْجَنِ، وَرَأَيْتُ فِيهَا امْرَأَةً طَوِيلَةً سَوْدَاءَ حِمْيَرِيَّةً، تُعَذَّبُ فِي هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا، فَلَمْ تُطْعِمْهَا (4) وَلَمْ تَسْقِهَا، وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ، حَتَّى مَاتَتْ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر جہنم کو پیش کیا گیا ... اس میں میں بَنِي دَعْدَعٍ کے بھائی کو دیکھا حاجیوں کا سامان چوری کرنے والا .. اور ایک لمبی عورت کو دیکھا جس نے بلی کو باندھ رکھا یہاں تک مر گئی
صحیح ابن خزیمہ میں ہے کہ یہ چوری کرنے والا کہتا ہے
وَيَقُولُ: إِنِّي لَا أَسْرِقُ، إِنَّمَا يَسْرِقُ الْمِحْجَنُ، فَرَأَيْتُهُ فِي النَّارِ مُتَّكِئًا عَلَى مِحْجَنِهِ".
میں نے چوری نہیں کی ... لیکن یہ اس لاٹھی سے ٹیک لگائے ہوئے ہے جس سے یہ چوری کرتا تھا

یہ شخص لاٹھی سامان میں اٹکا کر چوری کرتا تھا لہذا اسی لاٹھی سے جہنم میں اب بھی ٹیک لگائے ہوئے ہے-   ظاہر ہے یہ جسم کی علامت ہے کہ اس کو لاٹھی پر روکا ہوا ہے

اسی طرح بلی ہے جو عورت پر جھنپٹی ہے اس کو نوچتی ہے
فَهِيَ إِذَا أَقْبَلَتْ تَنْهَشُهَا، وَإِذَا أَدْبَرَتْ تَنْهَشُهَا   صحیح ابن حبان

یہ بھی برزخی جسم کی خبر ہے- اب یہ سوچنے کا مقام ہے بلی بے چاری مری
تو مری جہنم میں بھی چلی گئی-   مولوی کہتے ہیں برزخی جسم نہیں ہو سکتا
ورنہ کرے کوئی بھرے کوئی ہو جائے گا- تو بھلا بتاو یہ بلی جہنم میں کیوں ہے ؟

قرقے تقریروں میں اس کو بیان کرتے رہے ہیں لیکن جب سے راقم نے ان کی
تقریروں کا حوالہ دیا تو انہوں نے اپنی ویب سائٹ سے ان تقاریر کو غائب کر دیا

ابراہیم بن محمد کا جسم

عمدة القاري شرح صحيح البخاري میں العینی (المتوفی: 855ھ) لکھتے ہیں
وَفِي (صَحِيح مُسلم) : قَالَ عَمْرو: فَلَمَّا توفّي إِبْرَاهِيم قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: إِن إِبْرَاهِيم ابْني وَإنَّهُ مَاتَ فِي الثدي وَإِن لَهُ لظئرين يكملان إرضاعه فِي الْجنَّة

اور صحیح مسلم میں ہے: عمرو نے کہا: جب ابراہیم کی وفات ہوئی تو رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم نے کہا: بے شک ابراہیم میرا بیٹا ہے اور وہ دودھ پیتے بچے کی عمر میں مرا ہے اور بے شک اس کے لئے دودھ پلانے والی ہے جو جنت میں اس کی رضاعت پوری کرائے گی

إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري میں القسطلاني (المتوفی: 923ھ) لکھتے ہیں
وفي مسند الفريابي: أن خديجة، رضي الله عنها، دخل عليها رسول الله -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-، بعد موت القاسم، وهي تبكي، فقالت: يا رسول الله، درت لبينة القاسم، فلو كان عاش حتى يستكمل الرضاعة لهوّن عليّ؟ فقال: إن له مرضعًا في الجنةيستكمل رضاعته، فقالت: لو أعلم ذلك لهوّن علّي، فقال: إن شئت أسمعتك صوته في الجنة. فقالت: بل أصدّق الله ورسوله.

اور مسند الفريابي میں ہے: بے شک قاسم کی موت کے بعد خديجة، رضي الله عنها کے پاس رسول الله -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آئے اور وہ رو رہی تھیں پس انہوں نے کہا: یا رسول اللہ مجھ پر (یہ دکھ) آسان ھو جاتا اگر، بیٹا قاسم اگر زندہ رہتا تو رضاعت پوری کر لیتا . پس آپ نے کہا: اس کے لئے جنت میں دودھ پلانے والی ہے جو اس کی رضاعت مکمل کرائے گی . پس خديجة، رضي الله عنها نے کہا اگر مجھے یہ پتا ھو تو آسان ھو جائے. پس رسول الله -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے کہا اگر ان چاہو تو میں تم کو جنت میں اس کی آواز سنوا دوں . پس انہوں نے کہا: میں اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق کرتی ہوں.

منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري کے المؤلف، حمزة محمد قاسم لکھتے ہیں

فقه الحديث: دل هذا الحديث على ما يأتي: أولاً: فضل إبراهيم عليه السلام، وأنه يحيى في الجنة حياة برزخية كالصديقين والشهداء، ويرزق كما يرزقون، ويتمثل رزقه في ذلك اللبن الذي يرضعه من مرضعته في الجنة، ثانياً: قال النووي: أجمع من يعتد به من علماء المسلمين على أن من مات من أطفال المسلمين فهو من أهل الجنة
حدیث کی فقہ: یہ حدیث دلالت کرتی ہے … اول: إبراهيم کی فضیلت، اور یہ کہ وہ جنّت میں زندہ ہیں شہداء اور صدیقین جیسی حیات برزخی کے ساتھ، اور ان کو بھی رزق ملتا ہے جسے آوروں کو ملتا ہے ، اور ان کا رزق دودھ جیسا ہے جو جنت کی دودھ پلانے والی دیتی ہے . دوئم: نووی کہتے ہیں : مسلم علماء کا اجماع ہے جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان کے مسلم بچے اہل جنّت میں سے ہیں

مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح کے المؤلف علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (المتوفى: 1014هـ) لکھتے ہیں
فِيهِ دَلَالَةٌ ظَاهِرَةٌ أَنَّ أَرْبَابَ الْكَمَالِ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فِي الْحَالِ عُقَيْبَ الِانْتِقَالِ، وَأَنَّ الْجَنَّةَ الْمَوْعُودَةَ مَخْلُوقَةٌ مَوْجُودَةٌ
اس میں واضح دلیل ہے کہ ارباب کمال ، انتقال کے فورا بعد جنّت میں داخل ہوتے ہیں اور یہ کہ بے شک جنّت موجود ہے مخلوق ہے

اوپر دی گئی کتابوں کے حوالوں سے واضح ہے کہ سب اس سے جنت ہی مانتے ہیں نہ کہ قبر

فرقے اس روایت کی مضحکہ خیز تاویل کرتے ہیں کہ قبر میں ہی دائی دودھ پلا رہی تھی

معراج میں انبیاء کے اجسام

اہل حدیث عالم اسمعیل سلفی المتوفی ۱۹٦۸ ع نے بھی برزخی جسد کا کتاب مسئلہ حیات النبی میں ذکر کیا لکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج پر انبیاء کی امامت کی اور انبیاء برزخی جسموں کے ساتھ تھے

دوسرا مسلک یہ ہے کہ برزخ سے ان ارواح کو مماثل اجسام دیے گئے اور ان اجسام نے بیت المقدس میں شب اسراء میں ملاقات فرمائی

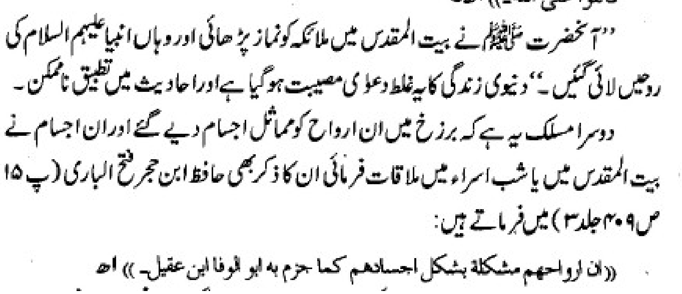

"آنحضرت ﷺ نے بیت المقدس میں ملائکہ کو نماز پڑھائی اور وہاں انبیا علیہم السلام کی روحیں لائی گئیں۔" دنیوی زندگی کا یہ غلط دعوی مصیبت ہو گیا ہے اور احادیث میں تطبیق ناممکن۔

دوسرا مسلک یہ ہے کہ برزخ میں ان ارواح کو مماثل اجسام دیے گئے اور ان اجسام نے بیت المقدس میں یا شب اسراء میں ملاقات فرمائی ان کا ذکر بھی حافظ ابن حجر فتح الباری (پ ۱۵ ص ۳۰۹ جلد ۳) میں فرماتے ہیں:

«ان ارواحهم مشكلة بشكل اجسادهم كما جزم به ابو الوفا ابن عقيل۔» اھ

مولانا اللہ یار خان نے لکھا

کے لیے ہے، روح کے لئے بعد نہیں، معراج کی متواتر احادیث کیا آپ کے پیش نظر نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جا بجا اہل برزخ کو دیکھا، ان کو راحت کی حالت میں بھی دیکھا، انبیاء کی امامت بھی کرائی، ان سے کلام ہوئی حالانکہ وہ برزخ میں تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تھے، گو اس میں محدثین کا اختلاف ہے کہ مسجد اقصی میں انبیاءؑ کے ارواح حاضر ہوئے یا روح مع الجسم، میں ذاتی طور پر امر ثانی کا قائل ہوں۔ دیکھئے حضرت موسیٰؑ سے کتنا فیض ہوا! کہ پچاس کی جگہ پانچ نمازیں

مولانا اسمعیل سلفی کتاب مسئلہ حیات النبی میں علامہ الوسی کا مسلک لکھتے ہیں

حافظ ابن جریر کی تصریح:

حافظ ابن جریر سورۂ بقرہ کی تفسیر میں اس سوال کا جواب دیتے ہیں کہ برزخی زندگی تو سب کے لیے ہے، پھر شہدا کی خصوصیت کیا ہے؟

"إنهم مرزوقون من مآكل الجنة ومطاعمها في برزخهم قبل بعثهم، ومنعمون بالذي ينعم به داخلوها بعد البعث من سائر البشر من لذيذ مطاعمها الذي لم يطعمها الله أحدا في برزخه قبل بعثه"[1] اهـ (ابن جرير: ٢/ ٢٤)

''شہداء کو جنت کے لذیذ کھانے برزخ ہی میں ملیں گے، دوسرے لوگوں کو یہ انعامات برزخ کے بعد جنت میں ملیں گے۔''

یعنی شہداء کی زندگی برزخی ہے دنیوی نہیں، ان کا برزخ جنت کی نظیر ہے، جنت کے لذائذ ان کو قبر ہی میں مرحمت فرمائے جائیں گے۔ یہی مزیت ہے جسے حیات سے تعبیر فرمایا اور انھیں میت کہنے سے روکا گیا ہے۔

دیکھئے مسلک ہے کہ شہدا کا برزخ میں جسم ہے جو دنیا سے ملتا جلتا ہو گا

الوسی باقاعدہ برزخی جسم کا لفظ استعمال کرتے ہیں مولانا سلفی ترجمہ کرتے ہیں

”وعندي أن الحياة في البرزخ ثابتة لكل من يموت من شهيد وغيره، وأن الأرواح وإن كانت جواهر قائمة بأنفسها مغايرة لما حس به من البدن لكن لا مانع من تعلقها ببدن برزخي مغاير لهذا البدن الكثيف“ [1] (ص: ٢١، پ٢)

یعنی حیات برزخی سب کے لیے ثابت ہے، شہید اور دوسرے سب اس میں شامل ہیں، ارواح قائم بالذات ہیں (مذہب اہل سنت) اس محسوس دنیوی بدن سے مغایر ہیں، لیکن برزخی جسم سے تعلق میں کوئی مانع نہیں، یہ دنیوی کثیف بدن سے مختلف ہے۔

ارواح کا تعلق برزخی جسم سے ہے جو بدن کثیف (یعنی مردہ جسد جو قبر میں ہے) سے الگ ہے

ابن حجر فتح الباری ج ۷ ص ۲۰۹ میں واقعہ معراج پر لکھتے ہیں

وَأَمَّا الَّذِينَ صَلَّوْا مَعَهُ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَيَحْتَمِلُ الْأَرْوَاحَ خَاصَّةً وَيَحْتَمِلُ الْأَجْسَادَ بِأَرْوَاحِهَا

اور بیت المقدس میں وہ انبیاء جنہوں نے نماز ادا کی ان کے بارے میں احتمال ہے وہ ارواح تھیں اور احتمال ہے کہ جسم تھے انکی روحوں کے ساتھ

ال فرعون کے اجسام

تفسیر ابن کثیر میں ہے
قَالَ: ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْن ثَرْوَانَ عَنْ هُذَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْن مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ أَرْوَاحَ الشُّهَدَاءِ فِي أَجْوَافِ طيور خضر تسرح بهم في الجنة حيث شاؤوا، وَإِنَّ أَرْوَاحَ ولْدَان الْمُؤْمِنِينَ فِي أَجْوَافِ عَصَافِيرَ تَسْرَحُ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ فَتَأْوِي إِلَى قَنَادِيلَ مُعَلَّقَةٍ فِي الْعَرْشِ، وَإِنَّ أَرْوَاحَ آلِ فرعون في أجواف طيور سُودٍ تَغْدُو عَلَى جَهَنَّمَ وَتَرُوحُ عَلَيْهَا فَذَلِكَ عَرْضُهَا، وَقَدْ رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي قَيْسٍ عن الهذيل بْن شُرَحْبِيلَ مِنْ كَلَامِهِ فِي أَرْوَاحِ آلِ فِرْعَوْنَ «2» وَكَذَلِكَ قَالَ السُّدِّيُّ.

هزیل ابن شرحبیل کہتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا شہداء کی ارواح سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہیں اس میں جنت کی سیر کرتے ہیں جہاں چاہیں جاتے ہیں اور مومنوں کی اولاد کی ارواح یہ چڑیوں کے پیٹوں میں ہیں یہ جنت میں جہاں چاہیں جاتے ہیں پھر عرش پر لٹکتی قندیلوں میں واپس اتے ہیں اور ال فرعون کی ارواح یہ کالے پرندوں کے پیٹوں میں ہیں ان کو جہنم پر لایا جاتا ہے پھر اس پر اڑایا جاتا ہے تو یہ وہ پیشی ہے
اور اس کو امام ثوری نے روایت کیا ہے ابو قیس سے انہوں نے هزیل ابن شرحبیل سے اور ایسا ہی السدی نے روایت کیا ہے

البانی کہتے ہیں موقوف صحابی بھی لائق دلیل ہے اور اس روایت کو مسلک پرستوں نے کتاب المسند فی عذاب قبر میں بھی نقل کیا ہے قبول کیا ہے

ابن رجب الحنبلی الجامع لتفسير الإمام ابن رجب الحنبلي میں لکھتے ہیں کہ

وممن رجَّح هذا القولَ – أعني السؤالَ والنعيمَ والعذابَ للروح خاصةً – من أصحابِنا ابنُ عقيلٍ وأبو الفرج ابن الجوزيّ. في بعضِ تصانيفِهما. واستدلَّ ابنُ عقيلٍ بأنَّ أرواحَ المؤمنينَ تنعمُ في حواصلِ طيرٍ خضرٍ، وأرواح الكافرينَ تعذَّب في حواصلِ طيرٍ سودٍ، وهذه الأجسادُ تبْلَى فدلَّ ذلك على أنَّ الأرواحَ تعذبُ وتنعمُ في أجسادٍ أخرَ...

اور جو اس قول کی طرف گئے ہیں یعنی کہ سوال و جواب راحت و عذاب صرف روح سے ہوتا ہے ان میں ہمارے اصحاب ابن عقیل اور أبو الفرج ابن الجوزيّ ہیں اپنی بعض تصنیف میں اور ابن عقیل نے استدلال کیا ہے کہ مومنین کی ارواح سبز پرندوں میں نعمتیں پاتی ہیں اور کافروں کی ارواح کو کالے پرندوں میں عذاب ہوتا ہے اور یہ اجساد (جو دنیاوی قبر میں ہیں) تو گل سڑ جاتے ہیں پس یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ ارواح کو عذاب و راحت دوسرے جسموں میں ملتی ہے

یعنی جنبیلوں میں بھی برزخی جسم کے قائل تھے-

اس روایت کا ذکر ارشد کمال نے کتاب عذاب قبر میں کیا ہے لیکن دوسری کتاب المسند فی عذاب القبر میں برزخی جسم کی روایات کو چھپایا ہے اور برزخ کو مقام کی بجائے دورانیہ قرار دے دیا ہے جو اپ وہاں پڑھ سکتے ہیں- متقدمین برزخ کو مقام کہتے آئے ہیں جن میں امام طبری ہیں اور اسمعیل سلفی نے بھی اس کو مقام کہا ہے

شہدائے احد کے اجسام

صحیح مسلم میں شہداء سے متعلق ہے

عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْنَا عَبْدَ اللَّهِ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ قَالَ أَمَا إِنَّا قَدْ سَأَلْنَا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ أَرْوَاحُهُمْ فِي جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ لَهَا قَنَادِيلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ مِنْ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ ثُمَّ تَأْوِي إِلَى تِلْكَ الْقَنَادِيلِ فَاطَّلَعَ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ اطِّلَاعَةً فَقَالَ هَلْ تَشْتَهُونَ شَيْئًا قَالُوا أَيَّ شَيْءٍ نَشْتَهِي وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنْ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا فَفَعَلَ ذَلِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَنْ يُتْرَكُوا مِنْ أَنْ يُسْأَلُوا قَالُوا يَا رَبِّ نُرِيدُ أَنْ تَرُدَّ أَرْوَاحَنَا فِي أَجْسَادِنَا حَتَّى نُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ مَرَّةً أُخْرَى فَلَمَّا رَأَى أَنْ لَيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوا

مسروق سے روایت ہے کہ ہم نے عبداللہ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا جنہیں اللہ کے راستہ میں قتل کیا جائے انہیں مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس سے رزق دیے جاتے ہیں تو انہوں نے کہا ہم نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کی روحیں سر سبز پرندوں کے جوف میں ہوتی ہیں ان کے لئے ایسی قندیلیں ہیں جو عرض کے ساتھ لٹکی ہوئی ہیں اور وہ روحیں جنت میں پھرتی رہتی ہیں جہاں چاہیں پھر انہیں قندیلوں میں واپس آ جاتی ہیں ان کا رب ان کی طرف مطلع ہو کر فرماتا ہے کیا تمہیں کسی چیز کی خواہش ہے وہ عرض کرتے ہیں ہم کس چیز کی خواہش کریں حالانکہ ہم جہاں چاہتے ہیں جنت میں پھرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے اس طرح تین مرتبہ فرماتا ہے جب وہ دیکھتے ہیں کہ انہیں کوئی چیز مانگے بغیر نہیں چھوڑا جائے گا تو وہ عرض کرتے ہیں اے رب ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہماری روحیں ہمارے جسموں میں لوٹا دیں یہاں تک کہ ہم تیرے راستہ

میں دوسری مرتبہ قتل کئے جائیں جب اللہ دیکھتا ہے کہ انہیں اب کوئی ضرورت نہیں تو انہیں چھوڑ دیا جاتا ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، ح وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ، جَمِيعًا، عَنِ الْأَعْمَشِ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَاللَّفْظُ لَهُ، حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: سَأَلْنَا عَبْدَ اللهِ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ: {وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ} [آل عمران: 169] قَالَ: أَمَا إِنَّا قَدْ سَأَلْنَا عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: «أَرْوَاحُهُمْ فِي جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ، لَهَا قَنَادِيلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ، تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ، ثُمَّ تَأْوِي إِلَى تِلْكَ الْقَنَادِيلِ، فَاطَّلَعَ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمُ اطِّلَاعَةً»، فَقَالَ: هَلْ تَشْتَهُونَ شَيْئًا؟ قَالُوا: أَيَّ شَيْءٍ نَشْتَهِي وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا، فَفَعَلَ ذَلِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَنْ يُتْرَكُوا مِنْ أَنْ يُسْأَلُوا، قَالُوا: يَا رَبِّ، نُرِيدُ أَنْ تَرُدَّ أَرْوَاحَنَا فِي أَجْسَادِنَا حَتَّى نُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ مَرَّةً أُخْرَى، فَلَمَّا رَأَى أَنْ لَيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوا

مسروق بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی : جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے ان کو مرے ہوئے نہ سمجھو ، وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں ، ان کو رزق دیا جاتا ہے ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا : ہم نے بھی اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا ، آپ نے فرمایا : ان کی روحیں سبز پرندوں کے اندر رہتی ہیں ، ان کے لیے عرش الٰہیٰ کے ساتھ قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں ، وہ روحیں جنت میں جہاں چاہیں کھاتی پیتی ہیں ، پھر ان قندیلوں کی طرف لوٹ آتی ہیں ، ان کے رب نے اوپر سے ان کی طرف جھانک کر دیکھا اور فرمایا : کیا تمہیں کسی چیز کی خواہش ہے؟ انہوں نے جواب دیا : ہم (اور) کیا خواہش کریں ، ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں گھومتے اور کھاتے پیتے ہیں ۔ اللہ نے تین بار ایسا کیا (جھانک کر

دیکھا اور پوچھا ۔) جب انہوں نے دیکھا کہ ان کو چھوڑا نہیں جائے گا ، ان سے سوال ہوتا رہے گا تو انہوں نے نے کہا : اے ہمارے رب! ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دیا جائے یہاں تک کہ ہم دوبارہ تیری راہ میں شہید کیے جائیں ۔ جب اللہ تعالیٰ یہ دیکھے گا کہ ان کو کوئی حاجت نہیں ہے تو ان کو چھوڑ دیا جائے گا ۔ صحیح مسلم :4885

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِفِي قَوْلِهِ: وَلا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ سورة آل عمران آية 169، قَالَ: أَمَا إِنَّا سَأَلْنَا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: أَرْوَاحُهُمْ كَطَيْرٍ خُضْرٍ تَسْرَحُ فِي الْجَنَّةِ فِي أَيِّهَا شَاءَتْ ثُمَّ تَأْوِي إِلَى قَنَادِيلَ مُعَلَّقَةٍ بِالْعَرْشِ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ اطَّلَعَ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ اطِّلَاعَةً، فَيَقُولُ: سَلُونِي مَا شِئْتُمْ، قَالُوا: رَبَّنَا مَاذَا نَسْأَلُكَ وَنَحْنُ نَسْرَحُ فِي الْجَنَّةِ فِي أَيِّهَا شِئْنَا، فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَا يُتْرَكُونَ مِنْ أَنْ يَسْأَلُوا، قَالُوا: نَسْأَلُكَ أَنْ تَرُدَّ أَرْوَاحَنَا فِي أَجْسَادِنَا إِلَى الدُّنْيَا حَتَّى نُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ، فَلَمَّا رَأَى أَنَّهُمْ لَا يَسْأَلُونَ إِلَّا ذَلِكَ تُرِكُوا .

ہم نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: «ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله أمواتا بل أحياء عند ربهم يرزقون» کے بارے میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) سوال کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہداء کی روحیں سبز چڑیوں کی شکل میں جنت میں جہاں چاہیں چلتی پھرتی ہیں، پھر شام کو عرش سے لٹکی ہوئی قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں، ایک بار کیا ہوا کہ روحیں اسی حال میں تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف جھانکا پھر فرمانے لگا: تمہیں جو چاہیئے مانگو، روحوں نے کہا: ہم جنت میں جہاں چاہتی ہیں چلتی پھرتی ہیں، اس سے بڑھ کر کیا مانگیں؟ جب انہوں نے دیکھا کہ بغیر مانگے خلاصی نہیں تو کہنے لگیں: ہمارا سوال یہ ہے کہ تو ہماری روحوں کو دنیاوی جسموں میں لوٹا دے کہ ہم پھر تیرے راستے میں

قتل کئے جائیں، اللہ تعالیٰ نے جب دیکھا کہ وہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں مانگ رہی ہیں تو چھوڑ دیا اھـ۔

Sunnan e Ibn e Maja#2801

فِي حَوَاصِلِ طَيْرٍ خُضْرٍ کے الفاظ کے ساتھ مسند ابو داود طیالسی ، سنن دارمی ، طبرانی وغیرہ میں روایت ہے

ابن قیم کتاب الروح میں لکھتے ہیں

وَمَعْلُوم أَنَّهَا إِذا كَانَت فِي جَوف طير صدق عَلَيْهَا أَنَّهَا طير
اور معلوم ہے جب یہ (روح) پرندے کے پیٹ میں ہے تو اس پر سچ ہوا کہ روح پرندہ ہی ہے

ابن قیم کتاب الروح میں کہتے ہیں سبز پرندے میں روح کا جانا تناسخ نہیں ہے

أَن تَسْمِيَة مَا دلّت عَلَيْهِ الصَّرِيحَة من جعل أَرْوَاح الشُّهَدَاء فِي أَجْوَاف طير خضر تناسخا لَا يبطل هَذَا الْمَعْنى وَإِنَّمَا التناسخ الْبَاطِل مَا تَقوله أَعدَاء الرُّسُل من الْمَلَاحِدَة وَغَيرهم الَّذين يُنكرُونَ الْمعَاد أَن الْأَرْوَاح تصير بعد مُفَارقَة الْأَبدَان إِلَى أَجنَاس الْحَيَوَان والحشرات والطيور الَّتِي تناسبها وتشاكلها فَإِذا فَارَقت هَذِه الْأَبدَان انْتَقَلت إِلَى أبدان تِلْكَ الْحَيَوَانَات فتنعم فِيهَا أَو تعذب ثمَّ تفارقها وَتحل فِي أبدان أخر تناسب أَعمالهَا وأخلاقها وَهَكَذَا أبدا فَهَذَا معادها عِنْدهم وَنَعِيمهَا وعذابها لَا معاد لَهَا عِنْدهم غير ذَلِك فَهَذَا هُوَ التناسخ الْبَاطِل الْمُخَالف لما اتّفقت عَلَيْهِ الرُّسُل والأنبياء من أَوَّلهمْ إِلَى آخِرهم وَهُوَ كفر بِاللَّه وَالْيَوْم الآخر

اور یہ جو(طیر) نام دیا گیا ہے یہ صاف دلالت کرتا ہے کہ شہداء کی ارواح کا سبز پرندوں کے پیٹوں میں تناسخ ہوا اس سے مفھوم باطل نہیں ہوتا – اور باطل تناسخ تو وہ ہے جو رسولوں کے دشمنوں اور ملحدوں اور دوسرے معاد کے انکآریوں نے بولا ہے کہ روحیں چلی جاتی ہیں بدن سے الگ ہونے پر حیوانات میں حشرات میں پرندوں میں اپنے تناسب کے مطابق اور شکلوں کے موافق پس جب وہ بدن سے نکلتی ہیں تو ان جانوروں کے جسم میں نعمت پاتی ہیں اور یہ باطل تناسخ ہے

ابن قیم نے اس کا اقرار کیا ہے کہ سبز پرندے میں شہید کی روح کا جانا تناسخ نہیں ہے

المنهاج في شعب الإيمان از الحسين بن الحسن بن محمد بن حليم البخاري الجرجاني، أبو عبد الله الحَلِيمي (المتوفى: 403 هـ) کے مطابق

فأما الشهداء فإنه لا يفرق بين أرواحهم وأنفسهم، ولكنها تنقل إلى أجواف طير خضر، كما ورد به الحديث الذي هو أولى ما يقال به، ويستسلم له. وتعلق تلك الطير من ثمر الجنة، فتستمد روحه من غذاء بدن الطائر كما كان يستمد في بدن الشهيد من غذائه،

پس جہاں تک شہداء کا تعلق ہے تو ان کے نفوس اور ارواح میں کوئی فرق نہیں ہے بلکہ ان کو سبز پرندوں کے پیٹوں میں منتقل کر دیا جاتا ہے جیسا حدیث میں آیا ہے جو اولی ہے کہ اس میں جو کہا گیا ہے اس کو تسلیم کریں اور ان پرندوں کو جنت کے پھلوں سے ملا دیا جاتا ہے پس روح پاتی ہے غذا پرندے کے پیٹ سے جیسا شہید کا بدن غذا پاتا تھا

شعیب الأرنؤوط نے پرندہ روح کی طرح والی روایت جو مسند احمد ح ١٥٧٧٦ میں ہے اس کے تحت تعلیق میں لکھا ہے

15776

قوله: "طير": ظاهره أن الروح يتشكل ويتمثل بأمر الله طيراً كتمثل المَلَك بشراً، ويحتمل أن المراد أن الروح يدخل في بدن طير كما في روايات

قول : پرندہ – ظاہر لگتا ہے کہ روح اللہ کے حکم سے ایک پرندے کی شکل و تمثیل لے لیتی ہے اور احتمال یہ بھی ہے کہ اس روح کو ایک پرندے میں داخل کر دیا جاتا ہے جیسا روایات میں ہے

فرقے کہتے ہیں کہ روح پرندے پر سوار ہو جاتی ہے جیسے جہاز میں لوگ بیٹھے ہوں لیکن اوپر متقدمین کے حوالہ جات دیکھے جا سکتے ہیں جو اس جہاز والی تاویل کو رد کرتے ہیں ، روح کا پرندہ میں جانا مانتے ہیں

عمرو (ابن لحی الخزاعی) کا جسم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے نماز میں دیکھا

میں نے دیکھا کہ عمرو (ابن لحی الخزاعی) اپنی آنتوں کو کھینچ رہا تھا۔ وہ پہلا شخص (عرب) ہے جس نے بتوں کے نام پر جانوروں کو چھوڑنے کی رسم ایجاد کی تھی

اہل حدیث عالم اسمعیل سلفی المتوفی ۱۹۶۸ ع نے بھی برزخی جسد کا کتاب مسئلہ حیات النبی میں ذکر کیا

آنحضرت ﷺ نے حضرت یونس علیہ السلام کو احرام باندھے شتر سوار تلبیہ کہتے سنا۔ دجال کو بحالتِ احرام حج کے لیے جاتے دیکھا۔ عمرو بن لحی کو جہنم میں دیکھا۔ یہ برزخی اجسام ہیں اور کشفی رویت ہیں۔ اگر اسے دنیوی حیات سے تعبیر کیا جائے جو دجال ایسے خبیث لوگوں کو بھی حاصل ہوئی تو انبیا کی فضیلت کیا باقی رہی۔ انبیا کی حیات اہل سنت کے نزدیک شہدا سے بھی بہتر اور قوی تر ہے۔ برزخ میں عبادت، تسبیح، تہلیل اور رفعت درجات ان کو حاصل ہے اور بعض واقعات صرف مثالی ہیں جو آنحضرت ﷺ کو آیاتِ کبریٰ کے طریق پر دکھائے گئے۔ ان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت یونس علیہ السلام کو احرام باندھے شتر سوار تلبیہ کہتے سنا دجال کوبحالت احرام کے لیے جاتے دیکھا عمروبن لحئ کو جہنم میں دیکھا یہ برزخی اجسام ہیں اور کشفی رویت ہیں

فرقے اس روایت کے تحت کہتے ہیں کہ یہ آنتیں روح کی تھیں ! یا للعجب

متکلمین وشارحین حدیث و فقہاء کے اقوال کی روشنی میں

امام فخر الدین رازی کا موقف

اشاعرہ کے امام فخر الدین رازی کتاب نہایہ العقول میں لکھتے ہیں

المسألة الثانية: في معاد النفس والبدن جميعاً:

اعلَمْ أن جَمْعاً من المسلمين ـ لـما صعُب عليهم تقرير[6] المعاد البدني على الوجه الذي لخَّصناهُ وأرادوا تقريرَ ما جاءت به الأنبياءُ صلوات الله عليهم[7] من أمر الحشر والنشر ـ سلكوا في ذلك منهجاً آخرَ، وهو أنهم أثبتوا النفْسَ الناطقة، وزعموا أنها هي الإنسان بالحقيقة، وهي[8] المكلَّفُ، والمطيع والعاصي، والـمُثاب والمعاقَب، وأنَّ البدن يجري مجرى الآلة[9]، زعموا[10] أنها باقيةٌ بعدَ فساد البدن، فإذا أراد الله تعالى حَشْر الخلائق خلق لكلِّ واحدٍ من هذه الأرواح بدَناً وردَّهُ إليه.

وهذا مذهبُ جمهورِ النصارى والتناسخية، وكثيرٍ من علماء الإسلام مثل أبي الحسين الحليمي، والإمام الغزالي[1]، وأبي القاسم الراغب، وأبي زيد الدبوسي[2]، ومعمر من قدماء المتكلمين، وابن الهيصم[3] من الكرامية، وكثير من الصوفية، وجمهور الإخبارية من الرافضة.

إلا أن الفرقَ بين قول أهل الإسلام والتناسخية في ذلك[4] من وجهين:

أحدهما: أن المسلمين يقولون: إنّ الله تعالى إنّما يردُّ الأرواحَ إلى الأبدان لا في هذا العالَـم بل في الدار الآخرة، والتناسخية[5] يقولون: إنّه تعالى[6] يردُّها إلى الأبدان في هذه الدار، ويُنكِرون الدارَ الآخرةَ والجنةَ والنار.

وثانيهما: أن المسلمين يُثبتون حدوثَ هذه الأرواح، والتناسخيةُ يُثبتون قِدَمَها.

وإنما نبَّهنا على هذا الفرق؛ لأنه يغلِبُ على الطباع العامية أنه لـما كان هذا المذهبُ مما ذهبت التناسخية والنصارى إليه وجب أن يكون باطلاً وكُفراً، ولا يعلمون أنه ليس كلُّ ما ذهب إليه كافرٌ وجب أن يكون كفراً.

اور جان لو کہ تمام
مسلمان .... اثبات کرتے ہیں نفس ناطقہ (روح) کا اور دعوی کرتے ہیں کہ یہی حقیقی انسان ہے جو مکلف ہے اطاعت گزار ہے گناہ گار ہے اور رجوع کرنے والا

اور انجام پر پہنچنے والا ہے اور بدن اس کے لئے ایک آلہ کے طور چلتا ہے اور یہ دعوی کرتے ہیں کہ یہ نفس ناطقہ باقی رہتا ہے بدن کے خراب ہو جائے پر بھی پس جب اللہ کا ارادہ مخلوق کا حشر کرنے کا ہو گا وہ ان سب ارواح کے لئے ایک بدن بنائے گا اور ان میں ان کو لوٹائے گا

اور یہ مذھب ہے جمہور نصاری کا اور تناسخ والوں کا اور کثیر علمائے اسلام کا مثلا ابی حسین حلیمی اور امام غزالی اور ابی قاسم الراغب اور ابی زید الدبوسی اور قدماء متکلمین کا اور ابن الھیصم کا اور کرامیہ کا اور کثیر صوفیاء کا اور روافض کے جمہور کا

خبر دار اہل اسلام اور تناسخیہ کے قول میں فرق ہے دو طرح سے

اول : بے شک مسلمان کہتے ہیں کہ اللہ تعالی ارواح کو ابدان میں لوٹائے گا جو اس عالم (عنصری) کے نہیں بلکہ دار آخرت کے ہیں اور تناسخ والے کہتے ہیں کہ اللہ تعالی ان ارواح کو اسی عالم کے اجسام میں لوٹائے گا اور وہ دار آخرت کے منکر ہیں اور جنت اور جہنم کا بھی انکار کرتے ہیں

دوم : بے شک مسلمان ان ارواح کے لئے حدوث کا اثبات کرتے ہیں اور تناسخ والے ان کی قدامت کا اثبات کرتے ہیں

اور بے شک ہم نے اس فرق کو واضح کر دیا ہے

امام فخر الدین رازی واضح کہہ رہے ہیں کہ حشر پر جو اجسام ہوں گے وہ اس عالم عنصری سے الگ ہوں گے اور یہ بات احادیث کے مطابق ہے

شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسيني الألوسي کا موقف

الألوسي (المتوفى: 1270هـ) تفسیر میں لکھتے ہیں

تفسیر ج ۱۱ ص ۸۳ آیت وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ کی تفسیر میں لکھتے ہیں

وذكر الشيخ إبراهيم الكوراني في بعض رسائله أن الأرواح بعد مفارقتها أبدانها المخصوصة تتعلق بأبدان أخر مثالية حسبما يليق بها وإلى ذلك الإشارة بالطير الخضر في حديث الشهداء

اور شیخ ابراہیم الکورانی (الملا برهان الدين إبراهيم بن حسن بن شهاب الدين الكردي

الشهرزوري الشهراني الكوراني (ت1101ھ)) نے اپنے بعض رسائل میں ذکر کیا ہے کہ ارواح اپنے مخصوص جسموں (جسد عنصری) کو چھوڑنے کے بعد ایک دوسرے اسی جیسے بدن سے تعلق اختیار کرتی ہیں اور اس کی طرف اشارہ ہے پرندوں والی حدیث میں جو شہداء سے متعلق ہے

کتاب الأعلام از الزركلي الدمشقي (المتوفى: 1396ھ) میں الکورانی کا ترجمہ ہے

الكُوراني (1025 – 1101 ھ = 1616 – 1690 م) إبراهيم بن حسن بن شهاب الدين الشهراني الشهرزوريّ الكوراني، برهان الدين: مجتهد، من فقهاء الشافعية. عالم بالحديث. قيل إن كتبه تنيف عن ثمانين

فقیہ عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ خَالد کی رائے

فقہ مالکی کی کتاب النَّوادر والزِّيادات على مَا في المدَوَّنة من غيرها من الأُمهاتِ از أبو محمد عبد الله بن (أبي زيد) عبد الرحمن النفزي، القيرواني، المالكي (المتوفى: 386ھ) میں موجود ہے

وذكر أصبغ، عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، في الْعُتْبِيَّة: أنه سمع عبد الرحيم بن خالد يقول: بلغني أن الروح له جسد، ويدان، ورجلان، ورأس، وعينان، يسل من الجسد سلا

ابْنِ الْقَاسِمِ نے الْعُتْبِيَّة میں ذکر کیا ہے کہ عبد الرحیم بن خالد نے کہا ان کو پہنچا ہے کہ روح کے لئے ایک جسم ہوتا ہے اور ہاتھ اور پیر اور سر اور آنکھیں

یعنی ابن قاسم اور عبد الرحیم بن خالد دونوں برزخی جسم کے قائل تھے

تاریخ اسلام از الذھبی میں   ان کا ترجمہ ہے

عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ خَالِدٍ الْجُمَحِيُّ مَوْلاهُمْ، الْمِصْرِيُّ الْفَقِيهُ، أَبُو يَحْيَى. [الوفاة: 161 - 170 ه]

مَنْ قُدَمَاءِ أَصْحَابِ مَالِكٍ، وَكَانَ مَالِكٌ مُعْجَبًا بِهِ وَبِفَهْمِهِ، وَهُوَ أَوَّلُ [ص:438] مَنْ أَدْخَلَ مِصْرَ فِقْهَ مَالِكٍ، وَبِهِ تَفَقَّهَ ابْنُ الْقَاسِمِ قَبْلَ رِحْلَتِهِ إِلَى مَالِكٍ، وَكَانَ من الصالحين.رَوَى عَنْهُ: اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، وَرِشْدِينَ، وَابْنِ وَهْبٍ.وَمَاتَ شَابًّا، تُوُفِّيَ سَنَةَ ثَلاثٍ وَسِتِّينَ وَمِائَةٍ.

عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ خَالِدٍ الْجُمَحِيُّ مَوْلاهُمْ، الْمِصْرِيُّ الْفَقِيهُ، یہ امام مالک کے اصحاب میں سے ہیں فقیہ و صالح ہیں

امام الأشعري کی وضاحت

امام الأشعري   (المتوفى: 324ھ) اپنی کتاب مقالات الإسلاميين واختلاف المصلين میں مسلمانوں کے اختلاف کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

واختلفوا في عذاب القبر: فمنهم من نفاه وهم المعتزلة والخوارج، ومنهم من أثبته وهم أكثر أهل الإسلام، ومنهم من زعم أن الله ينعم الأرواح ويؤلمها فأما الأجساد التي في قبورهم فلا يصل ذلك إليها وهي في القبور

اور عذاب القبر میں انہوں نے اختلاف کیا : پس ان میں سے بعض نے نفی کی اور یہ المعتزلة اور الخوارج ہیں - اور ان میں سے کچھ نے اثبات کیا ہے اور یہ اکثر اہل اسلام ہیں اور ان میں سے بعض نے گمان کیا ہے کہ یہ صرف روح کو ہوتا ہے اور جسموں کو جو قبروں میں ہیں ان تک نہیں پہنچتا

ابن جوزی کا موقف

محمد بن مفلح بن محمد بن مفرج (المتوفى: 763هـ) اپنی کتاب كتاب الفروع ومعه تصحيح الفروع لعلاء الدين علي بن سليمان المرداوي میں لکھتے ہیں کہ

وَقَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي كِتَابِهِ السِّرِّ الْمَصُونِ: الَّذِي يُوجِبُهُ الْقُرْآنُ وَالنَّظَرُ أَنَّ الْمَيِّتَ لَا يَسْمَعُ وَلَا يُحِسُّ، قَالَ تَعَالَى: {وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ} [فاطر: 22] .
وَمَعْلُومٌ أَنَّ آلَاتِ الْحِسِّ قَدْ فُقِدَتْ، وَأَجَابَ عَنْ خِلَافِ هَذَا بِرَدِّ الْأَرْوَاحِ، وَالتَّعْذِيبُ عِنْدَهُ وَعِنْدَ ابْنِ عَقِيلٍ عَلَى الرُّوحِ فَقَطْ

اور ابن الجوزی نے اپنی کتاب السِّرِّ الْمَصُونِ میں کہا ہے کہ جو قرآن و (نقد و) نظر سے جو واجب ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ بے شک میت نہ سنتی ہے نہ احساس رکھتی ہے   الله تعالیٰ نے کہا (اے نبی) جو قبروں میں ہیں ان کو آپ نہیں سنا سکتے (فاطر ٢٢) اور جو پتا ہے کہ آلہ احساس کھو چکے ہیں اورعود روح ہونے پر اس کے خلاف ہو جائے گا - اور عذاب ان کے نزدیک اور ابن عقیل کے نزدیک   صرف روح کو ہوتا ہے

تناسخ کا تعلق اسی دنیا میں ایک جسم چھوڑ کر دوسرے میں جانا ہے جب کہ احادیث میں یہ معاملہ عالم ارواح یا برزخ کا ہے لہذا اس کا اس سے کیا تعلق.
تناسخ دیگر ادیان میں اسی دنیا میں ہوتا ہے   - ہماری طرح ، ابن جوزی بھی اسی دنیا میں تناسخ ارواح کے سخت خلاف ہیں. اس کے لئے کتاب **تلبیس ابلیس**دیکھی جا سکتی ہے. لیکن جب ارواح کے لئے عالم البرزخ میں نئے جسموں کی بات اتی ہے تو **صید الخاطر** میں لکھتے ہیں

وقوله: "فِي حَوَاصِلِ طَيْرٍ خُضْرٍ" دليل على أن النفوس لا تنال لذة إلا بواسطة، إن كانت تلك اللذة لذة مطعم أو مشرب، فأما لذات المعارف والعلوم، فيجوز أن تنالها بذاتها مع عدم الوسائط

اور قول کہ (شہداء کی ارواح) سبز پرندوں کے پیٹوں میں (ہیں) تو یہ دلیل ہے کہ بے شک ارواح لذّت نہیں لیتیں الا یہ کہ کوئی واسطہ ہو اگر یہ لذّت کھانے پینے

کی ہو، لیکن اگر یہ معارف و معرفت کی لذتیں ہوں تو جائز ہے کہ یہ لذّتیں واسطے کے بغیر لی جائیں

ابن عقیل کا موقف

ابن عقیل کی رائے کا ذکر ابن الجوزی نے تلبیس ابلیس میں کیا ہے کہ

فإنه لما ورد النعيم والعذاب للميت علم أن الإضافة حصلت إلى الأجساد والقبور تعريفا كأنه يقول صاحب هذا القبر الروح التي كانت في هذا الجسد منعمة بنعيم الجنة معذبة بعذاب النار

پس یہ جو آیا ہے میت پر نعمت اور عذاب کا تو جان لو کہ (القبر کا) اضافہ سے تعریفا (نہ کہ حقیقا) قبروں اور اجساد کی طرف (اشارہ) ملتا ہے جیسے کہا جائے کہ صاحب القبر کی روح کو جو اس جسد میں تھی جنت کی نعمتوں سے عیش میں (یا) آگ کے عذاب سے تکلیف میں

أبو الوفاء علي بن عقيل بن محمد بن عقيل المتوفي ٥١٣ ھ حنبلی عالم تھے اپنی کتاب الفنون میں لکھتے ہیں

لأنّه قد ثبت في الخبر الصحيح ، من عدّة أسانيد ، أنّ الأرواح تُجعَل في أطيار . وإذا ثبت ذلك ، مع كون أجسادهم في الأرض بالية خالية من الأرواح ، ثبت أن ينعّم ويعذّب الأرواح في غير أجسادها الأُوَل ، كما جعل أجساد الأرواح أطيارًا ليست تلك الأجساد . وهذا نوع تناسخ . وعلى القول بالتناسخ مذاهب عدّة من مذاهب الأوائل ، ومذاهب أرباب الأديان . لكنّ المعوّل على ما ورد به النقل من نقل الأرواح الى الأطيار ، مع تحققنا أنّ جواهر أجسادهم التي عملوا بها الأعمال بالية في الأرض . ونحن إنّما نمنع التناسخ بالآراء ، فأمّا بالروايات ، فلا .

بلا شبہ خبر صحیح سے ثابت ہے جس کی بہت سی سندیں ہیں کہ ارواح کے لئے پرندے بنائے گئے ہیں اور جب یہ ثابت تو اس کے ساتھ (معلوم ہے کہ) ان کے اجسام (عنصری)بھی تھے جو زمین میں ہیں، گلنے والے ، جو روحوں سے خالی ہیں اور یہ ثابت ہے کہ ارواح کو نعمت و عذاب ملتا ہے پہلے (عنصری) جسموں سے الگ، (برزخی) جسموں میں کہ ان کی ارواح کے لئے پرندوں کے بدن ہیں جو ان جسموں میں نہیں جن میں یہ روحیں پہلے تھیں - اور یہ ایک نوع کا تناسخ ہے اور اس قول تناسخ پر بہت سے پچھلے مذاھب بھی ہیں اور دیگر ادیان والے بھی -

لیکن معول (مُعْتَمَد قول) وہ ہے جو نقل (احادیث)سے وارد ہو گیا ہے کہ ارواح کو پرندوں میں منتقل کر دیا جاتا ہے ہماری تحقیق ہے کہ وہ اجسام جن سے دنیا میں اعمال کیے ان کے جواہر زمین میں گل سڑ گئے (یعنی جسد عنصری برباد ہو گئے) - اور ہم (علماء) تناسخ کو آراء کی بنیاد پر لینے سے منع کرتے ہیں لیکن اگر روایات میں آ گیا تو پھر منع نہیں کریں گے

ابن رجب حنبلی کا موقف

ابن رجب الحنبلی الجامع لتفسير الإمام ابن رجب الحنبلي میں لکھتے ہیں کہ

ومِمن رجّح هذا القولَ – أعني السؤالَ والنعيمَ والعذابَ للروح خاصةً – من أصحابِنا ابنُ عقيلٍ وأبو الفرج ابن الجوزيّ. في بعضِ تصانيفِهما. واستدلَّ ابنُ عقيلٍ بأنَّ أرواحَ المؤمنينَ تنعمُ في حواصلِ طيرٍ خضرٍ، وأرواح الكافرينَ تعذَّب في حواصلِ طيرٍ سودٍ، وهذه الأجسادُ تبْلَى فدلَّ ذلك على أنَّ الأرواحَ تعذبُ وتنعمُ في أجسادٍ أخرَ...

اور جو اس قول کی طرف گئے ہیں یعنی کہ سوال و جواب راحت و عذاب صرف روح سے ہوتا ہے ان میں ہمارے اصحاب ابن عقیل اور أبو الفرج ابن الجوزيّ ہیں اپنی بعض تصنیف میں اور ابن عقیل نے استدلال کیا ہے کہ مومنین کی ارواح سبز پرندوں میں نعمتیں پاتی ہیں اور کافروں کی ارواح کو کالے پرندوں میں عذاب ہوتا ہے اور یہ اجساد (جو دنیاوی قبر میں ہیں) تو گل سڑ جاتے ہیں پس یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ ارواح کو عذاب و راحت دوسرے جسموں میں ملتی ہے

یعنی جنبیلوں میں بھی برزخی جسم کے قائل تھے-

ابن أبي العز الحنفي کا موقف

ابن أبي العز   الدمشقي (المتوفى: 792هـ) شرح العقيدة الطحاوية میں لکھتے ہیں

فَإِنَّهُمْ لَمَّا بَذَلُوا أَبْدَانَهَمْ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى أَتْلَفَهَا أَعْدَاؤُهُ فِيهِ، أَعَاضَهُمْ مِنْهَا فِي الْبَرْزَخِ أَبْدَانًا خَيْرًا مِنْهَا، تَكُونُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَيَكُونُ تَنَعُّمُهَا بِوَاسِطَةِ تِلْكَ الْأَبْدَانِ، أَكْمَلَ مِنْ تَنَعُّمِ الْأَرْوَاحِ الْمُجَرَّدَةِ عَنْهَا

پس جب انہوں (شہداء) نے اپنے جسم اللہ کے لئے لگا دیے حتیٰ کہ ان کے دشمنوں نے ان پر زخم لگائے، ان کو البرزخ میں اس سے بہتر جسم دیے گئے جو قیامت تک ہونگے، اور وہ نعمتیں ان بدنوں سے حاصل کریں گے، جو مجرد ارواح سے حاصل کرنے سے زیادہ کامل شکل ہے

مولانا ثناء اللہ امرتسری فتاوی ا ثناء ج اول میں جواب دیتے ہیں

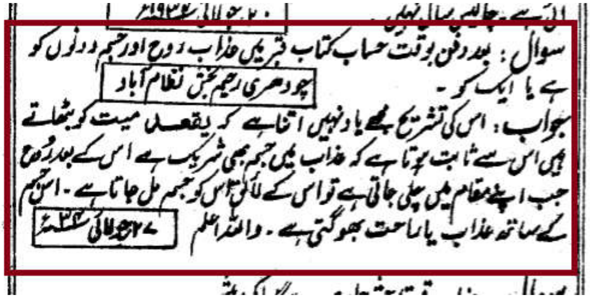
سوال: بعد دفن بوقت حساب کتاب قبر میں عذاب روح اور جسم دونوں کو ہے یا ایک کو۔ چودھری رحیم بخش نظام آباد
جواب: اس کی تشریح مجھے یاد نہیں اتنا ہے کہ بفعل میت کو بٹھاتے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عذاب میں جسم بھی شریک ہے اس کے بعد روح جب اپنے مقام میں چلی جاتی ہے تو اس کے لائق اس کو جسم مل جاتا ہے۔ اس جسم کے ساتھ عذاب یا راحت بھوگتی ہے۔ واللہ اعلم ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۳ھ

روح جب اپنے مقام میں جاتی ہے تو اسکو اس کے لائق جسم مل جاتا ہے اس جسم کے ساتھ عذاب یا راحت بھوگتی ہے

مولانا اللہ یار خان

کے لیے ہے' روح کے لئے بعد نہیں' معراج کی متواتر احادیث کیا آپ کے پیش نظر نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جا بجا اہل برزخ کو دیکھا' ان کو راحت کی حالت میں بھی دیکھا' انبیاء کی امامت بھی کرائی' ان سے کلام ہوئی حالانکہ وہ برزخ میں تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تھے' گو اس میں محدثین کا اختلاف ہے کہ مسجد اقصیٰ میں انبیاءؑ کے ارواح حاضر ہوئے یا روح مع الجسم' میں ذاتی طور پر امر ثانی کا قائل ہوں۔ دیکھئے حضرت موسیٰؑ سے کتنا فیض ہوا! کہ پچاس کی جگہ پانچ نمازیں

علامہ الوسی کا مسلک

مولانا اسمعیل سلفی کتاب مسئلہ حیات النبی میں علامہ الوسی کا مسلک لکھتے ہیں

حافظ ابن جریر کی تصریح:

حافظ ابن جریر سورۂ بقرہ کی تفسیر میں اس سوال کا جواب دیتے ہیں کہ برزخی زندگی تو سب کے لیے ہے، پھر شہدا کی خصوصیت کیا ہے؟

"إنهم مرزوقون من مآكل الجنة ومطاعمها في برزخهم قبل بعثهم، ومنعمون بالذي ينعم به داخلوها بعد البعث من سائر البشر من لذيذ مطاعمها الذي لم يطعمها الله أحدا في برزخه قبل بعثه" [1] اھ (ابن جرير: ٢/ ٢٤)

''شہداء کو جنت کے لذیذ کھانے برزخ ہی میں ملیں گے، دوسرے لوگوں کو یہ انعامات برزخ کے بعد جنت میں ملیں گے۔''

یعنی شہداء کی زندگی برزخی ہے دنیوی نہیں، ان کا برزخ جنت کی نظیر ہے، جنت کے لذائذ ان کو قبر ہی میں مرحمت فرمائے جائیں گے۔ یہی مزیت ہے جسے حیات سے تعبیر فرمایا اور انھیں میت کہنے سے روکا گیا ہے۔

دیکھئے مسلک ہے کہ شہدا کا برزخ میں جسم ہے جو دنیا سے ملتا جلتا ہو گا

شعیب الأرنؤوط کا برزخی جسم کا ذکر کرنا

روح پرندے کے جسم میں جاتی ہے یہ ڈاکٹر عثمانی اور شعیب الأرنؤوط نے بھی کہا ہے

شعیب الأرنؤوط نے پرندہ روح کی طرح والی روایت جو مسند احمد ح ١٥٧٧٦ میں ہے اس کے تحت تعلیق میں لکھا ہے

15776

قوله: "طير": ظاهره أن الروح يتشكل ويتمثل بأمر الله طيراً كتمثل المَلَك بشراً، ويحتمل أن المراد أن الروح يدخل في بدن طير كما في روايات

قول : پرندہ – ظاہر لگتا ہے کہ روح اللہ کے حکم سے ایک پرندے کی شکل و تمثیل لے لیتی ہے اور احتمال یہ بھی ہے کہ اس روح کو ایک پرندے میں داخل کر دیا جاتا ہے جیسا روایات میں ہے

البانی کا برزخی جسم کا ذکر کرنا

موسوعة العلامة الإمام مجدد العصر محمد ناصر الدين الألباني کے مطابق البانی ایک سوال میں واضح طور پر کہتے ہیں کہ شہداء کی ارواح سبز پرندوں میں ہیں ان کے جسم سے رزق پاتے ہیں

باب هل هناك أناس الآن قد دخلوا الجنة أو النار؟

سؤال: يا أستاذ! هل هناك أناس الآن دخلوا الجنة أو أناس دخلوا النار، مثل الآية التي في سورة يس: {قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ} (يس:26) .. ؟

الشيخ: هذا فيما سيكون .. ، أما الآن ما هو إلا الحياة البرزخية فدخول الجنة والنار .. مؤقت للحساب، ... البعث يوم القيامة

.. مداخلة: حتى الشهداء والأنبياء

الشيخ: كلهم، لكن أرواحهم لها نعيم خاص كما قال عليه السلام: «أرواح الشهداء في حواصل طيور خضر تعلق من ثمر الجنة» وكذلك: «أرواح المؤمنين في بطون طير خضر تعلق من ثمر الجنة» فهذا نعيم روحي، أما النعيم البدني والروحي معاً وكذلك الجحيم فذلك لا يكون إلا بعد البعث والنشور.

مداخلة: طيب يا أستاذ! نحن الذي نفهمه على قدر عقولنا، أن الشخص عندما يكون حي يكون جسده وروحه مرتبطان ببعض ... ، الله عز وجل عندما يقول: {وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ} (آل عمران:169) أقصد أنا: بل أحياء تكون الحياة مربوطة الجسد في الروح.

الشيخ: هذا شيء معروف لا يحتاج إلى سؤال، شرحه لك الرسول وأعطاك الجواب وأنا قدمته سلفاً .. أرواح الشهداء في حواصل طيور خضر، ما معنى هذا؟ معناه أنه يتنعم في بدنه؟! يتنعم في بدن مستعار, وهو الطير الأخضر، فحياة الشهداء حياة تتناسب مع مقامه عند الله أولاً وبقاؤهم في البرزخ ثانياً، الحياة تختلف حياة البرزخية غير الحياة الدنيوية، والحياة الأخروية غير الحياتين كلتيهما، الحياة الأخروية غير الحياة البرزخية وغير الحياة الدنيوية أيضاً؛ ولذلك لا يجوز

أن يستعمل الإنسان القياس .. قياس الغائب على الشاهد، فتقول أنت: نحن لا نعرف الحياة إلا هكذا! طيب! هذه الحياة التي تعرفها لا تقيس عليها الحياة التي لا تعرفها، وبخاصة وقد جاءت بعض النصوص توضح لك تماماً أن حياة الشهداء التي ربنا عز وجل أثبتها في نص القرآن: {بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ} (آل عمران:169) ما هو رزقهم؟ ليس طبق ونفق مثل الذي عندنا، رزقهم يأكلون بطريق أكل هذا الطير الأخضر، هذا هو الرزق، الحديث يبين القرآن.

مداخلة: عندما رأى الرسول عليه الصلاة والسلام الجنة والنار ووجد الذين يتعذبون فيها والذين يتنعمون فكيف هذا؟

الشیخ: نعم، کشف له عما سیکون علیه أوضاع أهل الجنة وأهل النار، هذا الکشف الحقیقي الذي سرقه الصوفیة ونسبوه إلی أنفسهم، هذا للأنبیاء والرسل وفقط.

"الهدی والنور" (28/ 18: 55: 00)

سوال اے استاد کیا وہاں جنت اور جہنم میں لوگوں کو ابھی داخل کیا گیا ہے مثلا قرآن میں سورہ یس میں ہے {قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ} (یس:26) اس سے کہا گیا جنت میں داخل ہو جا؟

شیخ البانی: یہ ہے جیسا ہوا- لیکن ابھی یہ برزخی زندگی ہے کیونکہ جنت و جہنم میں جانا یہ حساب کتاب کے وقت ہے - جب روز محشر زندہ ہوں گے

مداخلہ: یہاں تک کہ شہداء اور انبیاء بھی؟

البانی: سب، لیکن ان کی روحوں کے لئے خاص نعمت ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہیں جس سے یہ جنت کے ثمر لیتی ہیں اور اسی طرح مومنوں کی روحیں بھی سنز پرندوں میں جنت کے پھل سے تعلق کرتی ہیں پس یہ ہے روح کے لئے نعمت - اور جہاں تک بدن و روح کی نعمت کا ایک ساتھ معاملہ ہے اور جہنم کا تو یہ بعث و نشور سے پہلے نہ ہو گا

مداخلہ : ٹھیک ہے استاد ہم اپنی عقلوں کی وجہ سے جو سمجھے ہیں وہ یہ ہے کہ جب تک ایک شخص زندہ ہے جسم اور روح جڑے ہوئے ہیں - ... اللہ تعالی کا قول ہے {وَلا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا في سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ} (آل عمران:169) تم گمان مت کرنا کہ جو قتل ہوئے اللہ کی راہ میں کہ وہ مردہ ہیں نہیں بلکہ زندہ ہیں - اس کا مقصد میں نے لیا کہ حیات اس سے مربوط ہے کہ جب تک روح جسم میں ہے

البانی : یہ تو معروف بات ہے اس پر سوال کی ضرورت نہیں اس کی شرح رسول اللہ نے کر دیا اور جواب دیا جس کا ذکر گزرا شہداء کی ارواح سبز پرندوں

کے پیٹوں میں ہیں - اس کا کیا مطلب ہے ؟ مطلب ہے کہ وہ بدن سے نعمت حاصل کرتے ہیں ؟ ایک بدن مستعار سے نعمت لیتی ہیں جو سبز پرندہ ہے - - پس اولا شہداء کی حیات تو اس کی مناسبت اللہ کے ہاں مقام سے ہے اور دوم یہ البرزخ میں باقی ہے - یہ زندگی دنیا سے الگ ہے اور آخرت کی زندگی ان دونوں سے الگ ہے - آخرت کی زندگی یہ برزخ کی زندگی نہیں ہے اور اس وجہ سے جائز نہیں کہ اس پر انسان قیاس کرے ... جو غائب پر شاہد کا قیاس ہو - پس تم کہتے ہو : ہم اس زندگی کو نہیں جانتے سوائے یہ کہ ایسی ہو ! ٹھیک ہے ! یہ زندگی جس کو جانتے ہو اس پر تم اس زندگی کا قیاس نہیں کر سکتے جس کو نہیں جانتے اور خاص کر جب نصوص میں آ گیا اس میں تمہارے لئے مکمل وضاحت کی گئی کہ شہداء کی زندگی رب کے پاس ہے جس کا اثبات قرآن کی آیت بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق پاتے ہیں سے ہوتا ہے تو یہ رزق کون سا ہے ؟ یہ کوئی کھانے نہیں ہیں جسے ہم کھاتے ہیں بلکہ یہ شہداء تو رزق لیتے ہیں کھاتے ہیں جب سبز پرندہ کھاتا ہے یہ ہے ان کا رزق لینا حدیث نے قرآن کی وضاحت کر دی

مداخلہ : نبی صلی اللہ علیہ الصلاۃ والسلام نے جنت و جہنم کو دیکھا اور اس میں پایا کہ عذاب دیا جا رہا ہے اور جنت میں نعمتین دی جا رہی ہیں تو یہ کیسے ہوا ؟

البانی : ہاں - ان پر ظاہر کیے گئے جنت و جہنم کے حالات یہ حقیقی ظہور تھا جس کو صوفیاء نے چرایا ہے اور اس کی نسبت اپنی طرف کی ہے جبکہ یہ صرف انبیاء و رسل کے لئے ہے

"الھدی والنور" (28/ 18: 55: 00)